

ہالی وڈ دنیا میں فلمیں بنانے کا حیرت انگیز شہر ہے۔ اسکی مٹی بھی سونے کی مانند ہے۔ فلم کے شعبے سے تعلق رکھنے والے امیر ترین لوگ یہیں رہتے ہیں۔ اکثریت کے گھر Beverly Hills اور اس کے اطراف میں ہیں۔ گھروں کی قیمت عام آدمی کی سوچ سے بھی اوپر ہے۔ حال ہی میں ایک گھر ایک سو سالہ بلین ڈالر کا فروخت ہوا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امریکی فلم انڈسٹری میں کتنا زیادہ پیسہ ہے۔ ہالی وڈ میں سالانہ چھ سے سات سو فلمیں بنتی ہیں اور دس سے پندرہ بلین ڈالر کا منافع حاصل کیا جاتا ہے۔ مگر گزشتہ ایک دہائی سے یہ دولت ایک نئے فلمی شعبے کے مقابلے میں اختیاری کم نظر آتی ہے۔ وہ ہے پورن انڈسٹری—Strange but True۔ ٹائی اوارے نے ہولناک انکشافت کیے ہیں۔ صرف امریکہ میں تیرہ ہزار پورن فلمیں سالانہ بنتی ہیں۔ انکا مجموعی منافع پندرہ بلین ڈالر ہے۔ امریکہ میں کھلیوں کی دنیا میں محیر العقول دولت ہے۔ میں بال معروف سپورٹس ہے۔ اس کے کھلاڑی سونے اور ہیروں میں تو لے جاتے ہیں۔ مگر میں بال لیگز کی مجموعی دولت پورن انڈسٹری سے بہت کم ہے۔ ایک سبجیدہ امریکی جریدے کے مطابق N.B.A., NFL کے تمام وسائل کو ملا بھی لیا جائے تب بھی یہ پورن انڈسٹری کی دولت سے بہت پیچھے ہے۔

ہمارے ملک میں اس پر کھل کر بھی بات نہیں ہوتی تاہم قابل تشویش بات یہ کہ ہے، دنیا بھر میں پاکستان غیر اخلاقی فلموں والی سائنس سرقج کرنے کا بڑا مرکز ہے۔ یعنی غیر اخلاقی سائنس کے شاکرین میں ہم لوگ سرفہرست ہیں۔ اسکے بعد سعودی عرب، مصر، ترکی اور مراکش ہیں۔ مغربی دنیا کا بھی یہی حال ہے۔ بر ازیل، اٹلی، جرمنی، فرانس اور چند دیگر ملک مغرب میں پورن دیکھنے والے سرفہرست ملک ہیں۔ ایک مغربی جریدے کے مطابق ایک غیر اخلاقی ویب سائٹ پر صرف ایک سال میں بلین صارفین نے وزٹ کیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ صرف ایک ویب سائٹ 64 بلین افراد روز دیکھتے ہیں۔ ایک گھنٹہ یعنی سانچھے سینڈ میں چھبیس لاکھ افراد تغیرت کیلئے اس سائٹ پر لگ کرتے ہیں۔ یہ صرف ایک سینڈ میں نوے جی بی ذیٹ استعمال کرتی ہے۔ ایک سو بلین افراد سالانہ صرف ایک ویب سائٹ وزٹ کرتے ہیں۔ ایک جریدے نے تحقیق کر کے لکھا ہے کہ دنیا میں ہر 39 سینڈ میں ایک نئی پورن فلم بنائی جاتی ہے۔ ایک سینڈ کے دورانیے میں تین ہزار ڈالر خرچ کیے جاتے ہیں۔ اثربنیت پر مجموعی طور پر جو بھی میٹریل موجود ہے، اس میں سے بارہ فیصد پورن ہے۔ یہاں تک کہا جا رہا ہے کہ یہ شیطانی انڈسٹری چند برسوں میں دو گنی ہو کر دنیا کی سب سے بڑی صنعت کا درجہ حاصل کر لیگی۔ ہتھیاروں، میزاں کلوں اور ایتم بم کی مجموعی قیمت سے بھی زیادہ۔

کسی کو احساس نہیں کہ ہمارے ملک میں ابیسیت انتہائی خاموشی اور سکون کے ساتھ بے راہ روی پھیلانے میں مصروف کارہے عربیاں فلمیں دیکھنے اور ان سے حق آٹھانے والوں کی کوئی مخصوص عمر نہیں۔ ہر عمر اور طبقے کے افراد شامل ہیں۔ ہماری نفسیاتی انجمنیں اور منافقت زدہ سماج کے گھاؤ ہماری تو جوان نسل بلکہ عمر سیدہ افراد کو بھی ذہنی بیماریوں کے بلیک ہول کی طرف دھکیل رہی ہیں۔ ایک ہی انسان میں کئی قسم کے انسان قیام پذیر ہیں۔ انہی میں نیکی کا عصر بھی ہے، دکھاوے کا بھی، درندگی کا بھی، ایثار و قربانی کا بھی، بے حسی والا بھی اور بے رحمی کا بھی۔ اب یہ حالات اور سماجی ماحول پر منحصر ہے کہ کوئی درندہ بن کر زینب جیسی محروم بچی کی عصمت دری کر کے قاتل بن جاتا ہے۔ کوئی اپنے کردار کی بلندی سے عبدالتاریخی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایک عصر پر بات کرنی اہم ہے۔ وہ ہے اثربنیت اور اس کا استعمال۔ جدید ترین نیکنالو جی ہر ایک شخص کی دسترس میں ہے۔ اثربنیت کا منفی اور غلط استعمال معاشرے کو کس قدر ہولناکی سے نقصان پہنچا رہا ہے، شاید اس کا اندازہ ہمارے پالیسی سازوں اور اہل علم کو نہیں ہے۔ جب تک ہم ہمت کر کے اس موزی بلا کو گردن سے پکڑ کر فنا نہیں کر دیں گے۔ ہم اس کے پھیلانے ہوئے شر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

پورن سائنس کو روکنے کی اولین ذمہ داری تو حکومت کی ہے۔ متعلقہ ادارہ اپنی استطاعت اور وسائل کے مطابق کام کرنے کی پوری کوشش بھی کر رہا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اب تک سائز ہے نو لاکھ عربیاں سائنس کو بلاک کر دیا گیا ہے۔ مگر شیطانی سائنس کی تعداد کروزوں میں ہے۔ کیا یہ صرف حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عفریت سے اکٹلی لڑے۔ یا اس میں عوام پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ طالب علم کی دانست میں اس سماجی مسئلے کی بھرپور ذمہ داری ہمارے معاشرے، سماجی و خاندانی نظام پر عائد ہوتی ہے۔ کسی بھی گھر کے اندر وہی خانگی نظام پر غور بکھجے۔ رات گئے تک کمپیوٹر پر بچیاں تعلیم حاصل کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ماں باپ دل سے بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ماشاء اللہ انگلی اولاد بڑی محنت کر رہی ہے۔ مگر کیا والدین پر فرض نہیں کہ وہ یہ پڑتاں بھی کریں کہ ان کی اولاد واقعی پڑھ رہی ہے یا کسی شیطانی چکر میں آگئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ نوے فیض والدین یہ چیک کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ کیا یہ حد درجہ غیر ذمہ دارانہ رو یہ نہیں ہے۔ کیا والدین اس کو تاہی کی وجہ سے اپنی اولاد کے اخلاقی بگاڑ کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ صرف ہر گھر کے بزرگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے اپنے گھر میں یقینی بنایا ہے کہ اولاد کس رخ جا رہی ہے؟ کم از کم طالب علم نے والدین کو اس طرف توجہ دیتے ہوئے بہت کم دیکھا ہے۔ ایک چوہان نے اپنی ایک تحریر میں اس زاویہ سے بیش قیمت بحث کی ہے۔

پورن فلمیں دیکھنے کے رجحان کے کئی زیادہ اسباب ہیں۔ نیکنالو جی تک آسان رسائی، بے روزگاری کیونکہ ملک میں باعزت روزگار ملتا تقریباً ناممکن ہو چکا ہے۔ اونٹی یونورسٹیاں اور معمولی درجے کے کالج بے روزگار نوجوان تیار کرنے کی تیز رفتار مشین بن چکی ہیں۔ اب تصور تحال یہ ہے کہ گلی محلوں کی سطح کے اوارے ایم بی اے اور دیگر ڈگریاں رویڑیوں کی طرح بانت رہے ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں فروخت بھی کر رہے ہیں۔ بے روزگار نوجوانوں کی اکثریت شدید نفسیاتی انجمنوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ ساتھ ساتھ تعلیم کے کم موقع جہالت و لامعنی کو فروغ دیتے ہیں۔ گھروں میں بچھنیجھنی اور بات بات پر لڑائی بھی منفی ذہنی رجحانات کو جنم دیتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ انسان غلط راہ کو اصل سمجھ کر اس میں پر چل نکلتا ہے اور پھر بتدریج اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں سے واپسی تقریباً ناممکن ہو جاتی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس سعین ترین مسئلے کا حل کیا ہو ناجاہیے؟ نیکنالو جی کو بند تو خیراب نہیں کیا جاسکتا۔ ان حالات میں والدین کی طرف ہی دیکھا جاسکتا ہے۔ والدین اپنے بچوں اور بچیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ اگر والدین یہ نہ کر سکے تو اولاد ایسے اخلاقی اور ذہنی خلفشار کا شکار ہو جائے گی جس کا تصور کرنا بھی ناممکن ہے۔ دنیا بھر سائنسدان، سماجی و نفسیاتی ماہرین اور ڈاکٹرز، پورن گرافی کو موجودہ صدی کی سب سے بڑی وباء قرار دے چکے ہیں۔ اس کا مقابلہ ہم اپنے خانگی نظام کی طاقت سے کامیابی سے کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس کا ہر حال میں مقابلہ کرنا ہے کیونکہ اثربنیت تو اب ختم نہیں کیا جاسکتا؟